ڈاکٹر صابر آفاقی

ملکہ حبہ خاتون

Abstract: - *Habba Khatoon from Kashmir has gained reputation as a classic poet. This article not only covers her life and poetry but also useful in presenting the status of Kashmiri language and literature of sixteenth century.*

ایران کی بہائی شاعرہ قرۃ العین طاہرہ بھارت کی میرابائی اور کشمیر کی حبہ خاتون وہ شاعرہ ہیں جو عوام کے دلوں پر حکومت کرتی رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ کشمیر کی دوسری بڑی اور مقبول شاعرہ للہ عارفہ ہلاگزری ہے جسے للی ددا اور للی ایشوری بھی کہا جاتا ہے۔ حسن اتفاق ہے کہ للہ عارفہ اور حبہ خاتون دونوں عظیم شاعرات کی پیدائش وادی کشمیر کے اس علاقے میں ہوئی جو زعفران پیدا کرنے کی وجہ سے عالم گیر شہرت رکھتا ہے۔ غالباً اسی سبب سے ان دونوں کا کلام معطر ہے۔

حبہ خاتون کا (جسے کشمیری حب خاتون کہتے ہیں) اصلی نام زون (چاند) تھا وہ پانپور کے ایک گاؤں ژندہار (چندن ہار) میں تقریباً ۱۵۴۱ء میں پیدا ہوئی اس کے والد کا نام عبدی راتھر تھا جو کھیتی باڑی کیا کرتا تھا۔ زون نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں پائی۔ دینی تعلیم کے علاوہ زون نے گلستان اور بوستان مکتب میں ہی پڑھی زون نہایت خوبصورت مگر محنتی کسان کی بیٹی تھی۔ وہ کشمیر کے زعفران زاروں میں شباب کو پہنچی تو اس کی شادی مرضی کے خلاف ایک اجڈ اور گنوار لڑکے عزیز لون سے کرادی گئی۔ لون زون کے دل میں جگہ نہ بنا سکا۔ زون کی ساس دشمنی میں اپنی مثال آپ تھی۔

زون جو بعد میں حبہ کے نام سے مشہور ہوئی گاؤں میں مال مویشی چراتی اور گھر کے دوسرے کام کاج کرتی، چشمے سے پانی لاتی، چرخہ کاتتی اور ماں کا ہاتھ بٹاتی، زون ایک مہذب گھرانے کی مہذب لڑکی تھی۔ اس کا خاندان خوشحال تھا لیکن شوہر کی بے اعتنائی اور ساس کے بے رحمی اور سنگ دلی نے اس کی زندگی اجیرن

بنا رکھی تھی۔تعجب ہے کہ چودھویں کی للہ عارفہ اور سترہویں صدی کی کشمیری شاعرہ روپہ بھوانی اٹھارہویں صدی کی ارنی مال کو بھی ایسے ہی شوہر اور ساسیں ملی تھیں۔

حبہ خاتون اپنی تمام خوبیوں کے باوجود عزیز لون کے گھر میں خوش نہ تھی۔وہ گویا ایک نوکرانی کی سی زندگی بسر کر رہی تھی۔اس نے بہت کوشش کی کہ شوہر کو سمجھائے اور راہ پر لائے مگر اس کی ساری کوششیں بیکار گئیں وہ عزیز لون کو مخاطب کر کے کہتی ہے:۔

میں نے تمہارے لیے پھولوں کے کنگن بنائے
میرے پیارے آؤ اور میرے پھولوں سے لطف اٹھاؤ
میں زون ہوں اور تم میرے لیے آسمان
تم میرے محافظ ہو
جس سے مجھے عزت و وقار ملتا ہے
میں نزاکتوں کی پیکر ہوں اور تم محبوب مہمان
آؤ اور میرے پھولوں سے لطف اٹھاؤ
میں اپنے سارے غم اپنے ساز کے ذریعے بیان کرتی ہوں
لیکن تم نے میری فریاد پر کبھی توجہ نہ دی
کیا تمہیں میری پوشاک میں کوئی کمی نظر آتی ہے
آؤ اور میرے پھولوں سے لطف اٹھاؤ
(کشمیری سے ترجمہ)

مگر افسوس کہ عزیز لون حبہ خاتون کی زندگی میں کوئی مسرت پیدا نہ کر سکا حبہ خاتون مایوس ہو کر یہ گیت گاتی ہے:۔

اے محبت تجھے کیا ملے گا اگر میں مرجاؤں

میں بری طرح سے الجھ گئی ہوں۔دن بسر کرنا مشکل ہوگیا
میں جو خوبصورت ریحان کی طرح تھی۔
اب سینتھا کی مانند ہوگئی ہوں
اس آگ کی وجہ سے جو میرے دل میں ہر وقت دہکتی رہتی ہے
میری جوانی امنگوں بھری ہے
اس حقیقت سے تم آگاہ کیوں نہیں
اے محبت تجھے کیا ملے گا اگر میں مرجاؤں

حبہ خاتون کو جب یہ احساس ہوجاتا ہے کہ وہ ساس کے دل میں نرمی اور شوہر کے دل میں محبت پیدا نہیں کر سکتی تو بے حد مایوس ہو کر کہتی ہے:۔

میرے میکے والو کچھ کرو۔
میں سسرال میں ٹھیک نہیں ہوں
میرے میکے والے میری تکلیفیں دور کرو
مرا جوان بدن ضائع ہورہا ہے
پہاڑوں پر چل چل کر کمر ٹوٹ گئی ہے

حبہ خاتون کھیتوں میں کام کرتی ہے درانتی چلاتی اور درد بھرے گیت نہایت سریلی آواز میں گاتی ہے۔ اچانک اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے اب اس کی تفصیل سن لیجئے۔

ایک دن عمدہ لباس پہنے ہوئے ایک بانکا گھبرو اس کے گاؤں سے گزرتا ہے۔ وہ ایک چست گھوڑے پر سوار ہے۔سوار زون کی دل کش موسیقی اور جادو بھری جوانی سے متاثر ہوتا ہے۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوتی ہیں دونوں ایک دوسرے پر عاشق ہوجاتے ہیں شہزادہ یوسف شاہ چک عبدی راتھر کی بیٹی کو دل دے بیٹھتا ہے۔تخت وتاج کا مالک اس لڑکی کو شاہی محل میں رہنے کی پیش کش کرتا ہے، حبہ خاتون عزیز لون سے

طلاق لے کر شہزادے سے شادی کر لیتی ہے، یہاں سے حبہ خاتون کا عروج شروع ہوتا ہے۔

چک خاندان کے شہزادے یوسف شاہ کے والد کا نام علی شاہ تھا، جو کشمیر کا سلطان تھا۔ یوسف شاہ پڑھا لکھا ہنرمند موسیقار اور شاعر تھا، وہ فنونِ لطیفہ کا دلدادہ تھا۔

ملکہ حبہ خاتون اس وقت قصر شاہی میں پہنچی جب کشمیری زبان پر زوال آ رہا تھا۔ اس نے کشمیری شاعری کا احیا کیا، فارسی کی آمیزش سے کشمیری زبان کو ترقی دی۔

سولہویں صدی کے نصف دوم میں حریص مغلوں کی نظر کشمیر پر پڑی۔ علی شاہ کا بیٹا یوسف شاہ ۱۵۷۹ء میں تخت نشین ہوا، مگر دربار کی سازشوں اور اندرونی فسادات نے اس کے پاؤں جمنے نہ دیئے۔ چناچہ ۱۵۸۰ء میں اسے زبردستی تخت سے اتار دیا گیا۔

یوسف شاہ فوجی مدد حاصل کرنے کے لئے جنوری ۱۵۸۰ء میں آگرہ میں اکبرِ اعظم سے جا کر ملا۔ اکبر نے پہلے تو کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن بعد میں کچھ فوج اس کے ہمراہ کر دی۔ یوسف شاہ کشمیر کو فتح نہ کر سکا چناچہ اسے دربارِ اکبری میں بلا لیا گیا۔ اور اسے قید کر دیا گیا اور ۱۵۸۶ء میں کشمیر سلطنت مغلیہ کا حصہ بن گیا۔

ملکہ کے لیے یہ ایک صبر آزما مرحلہ تھا حبہ خاتون کے سوتیلے بیٹے یعقوب شاہ سے نہ بنتی تھی جسے بعد میں گدی پر بٹھایا گیا۔ حبہ خاتون نے محل شاہی کو تج دیا اور ایک بار پھر عام لوگوں میں گھل مل گئی۔ یہ اس کی مصیبتوں کا نیا دور تھا۔

حبہ خاتون نے انیس سال کا عرصہ والدین کے گھر میں گزارا۔ چودہ برس وہ ملکہ کشمیر رہی اور پھر زندگی ترکِ دنیا میں بسر کر دی۔

یوسف شاہ چک کی نظربندی کے زمانے میں حبہ خاتون ہجر و فراق کے گیت گاتی رہی۔ وہ کہتی ہیں

میرے محبوب، ایک بار مجھے بلالو
میں اپنا سب کچھ تم پر قربان کردوں گی

تمہارے لئے میں نے لذیذ کھانے چنے ہیں
مزے دار شربت تمہیں بلاتے ہیں
میں تمہارے لیے پسندیدہ ہار بناؤں گی
میرے پیارے میں اپنا سب کچھ تم پر قربان کردوں گی
میں روغن سے اپنے چاندی جیسے بدن کو چمکاؤں گی
میں بے چینی سے تمہاری منتظر ہوں
صندل کی خوشبو والا پانی اپنے اوپر چھڑکوں گی
آجا میں تم پر خود کو قربان کردوں گی
پہاڑی کے پیچھے چھپنے والے چندا کی طرح
میں ڈوبنے سے پہلے لڑکھڑا رہی ہوں
تم گہری نیند میں کیا پڑے ہو
اے محبوب میں اپنا سب کچھ تم پر قربان کردوں گی
(کشمیری ترجمہ)

ایامِ جوانی کو یاد کرتی اور یہ گیت گاتی ہے

ماں باپ نے جس کو قند اور خوشبو سے پالا
جس کو انھوں نے دودھ میں نہلایا
وہی اب اک بد نصیب مسافر ہے
کسی کی جوانی ضائع نہ ہو

ملکہ حبہ خاتون کی زندگی چار ادوار پر مشتمل ہے بچپن اور جوانی، عزیز لون کی بیوی کی حیثیت سے شہزادہ یوسف شاہ کی ملکہ کے طور پر اور پھر ایک بے بس مغموم اور افسردہ خاطر عورت۔

"کشمیر سلاطین کے عہد میں" کے مولف پروفیسر محبّ الحسن کی تحقیق یہ ہے کہ: "سلطان کشمیر یوسف شاہ چک کو اکبر کے حکم سے صوبہ بہار (بھارت) کے پرگنہ بسوک میں نظر بند کر دیا گیا تھا جہاں وہ فوت ہوا۔"

پروفیسر محبّ الحسن لکھتے ہیں:

"بسوک اسلام پور ضلع پٹنا کے شمال مشرق میں تین میل پر واقع ہے اس کے نزدیک ہی کشمیری چک ہے جہاں کشمیری لوگ آباد تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوسف شاہ چک کے رشتہ دار وہاں جا کر آباد ہو گئے تھے، یوسف شاہ اور اسکے بیٹے یعقوب شاہ چک کی قبریں ایک ٹیلے پر ہیں (بحوالہ کشمیر سلاطین کے عہد میں)

مذکورہ تحقیق سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ شاید حبہ خاتون بھی بسوک چلی گئی ہو اور وہیں دفن ہوئی ہو۔ یوسف شاہ نے ۱۱ ستمبر ۱۵۹۲ کو (بروز بدھ) وفات پائی تھی۔

لیکن ملکہ حبہ خاتون کے بارے میں مشہور یہی ہے کہ وہ سری نگر سے تین میل دور بجانب جنوب پانتا چھوک کے مقام پر سپرد خاک کی گئی وہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسے حبہ خاتون کی مسجد کہتے ہیں۔

ملکہ حبہ خاتون اپنے کردار اور کلام کے ذریعے ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اس شاعرہ نے فارسی زبان کے نمونے پر کشمیری میں غزل متعارف کروائی اس نے راست فارسی کے مقابلے میں راست کشمیری کے نام سے ایک مقام باندھا۔ کئی غزلیں صرف موسیقی کی لے پر لکھیں، اس کے کلام کی بنیادی خصوصیات جذبات نگاری بے ساختگی اور درد و سوز ہیں۔ اس نے اپنے کشمیری گیتوں (وژنوں) کے لیئے ہیئت فارسی سے لی لیکن آہنگ مقامی رکھا۔ وہ اپنی ذہانت اور رسیلی آواز کی بدولت فارسی اساتذۂ فن میں اایک موسیقار کی حیثیت سے منفرد ہے۔ اس کا کلام عوام میں مقبول ہوا اور خواص میں بھی، للّہ عارفہ اور نور الدین رشی کے کلام کے برعکس حبہ خاتون کے گیتوں اور غزلوں میں تصوف کا رنگ نہیں ملتا۔ وہ عشق و محبت کی سچی شاعرہ تھی۔ اس کے آواز نسوانی شخصیت کی آواز تھی۔ وہ زندگی سے پیار کرتی تھی اور زندگی سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ رکھتی تھی۔

مرزا غالب کی طرح جذبہ رقابت اس کے ذہن پر چھایا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس طرح وہ راجستان کی میرابائی کے قریب آجاتی ہے۔

حبہ خاتون معشوقہ نہیں عاشق تھی۔ وہ ہر جگہ اپنے معشوق کو مناتی نظر آتی ہے۔ حبہ خاتون باغوں اور پھولوں کا ذکر تو کرتی ہے لیکن مناظر فطرت کی ترجمانی نہیں کرتی۔ وہ درون ذات کی شاعرہ تھی۔ اس کے کلام میں مناظر فطرت کی تصویر کشی کا سراغ نہیں ملتا۔

جب اکبر نے کشمیر پر حملہ کر کے دھوکے سے یوسف شاہ چک کو قید کر دیا تو ملکہ حبہ خاتون نے اس جدائی اور کرب کو جس طرح محسوس کیا اس کا اندازہ اس گیت سے ہو جائے گا۔

میری محبت اس کی تمنا کرتی ہے
جس نے میرے تن بدن کو سلگا دیا
وہ (اگر) دیوار کے اوپر سے مجھے دیکھتا
تو میں اسے شال پیش کرتی
وہ کس بات پر ناراض ہے
میں کب سے اسکی آرزو کررہی ہوں
میرا سارا بدن زخموں سے چور ہے
میں کب سے اسکی آرزو کررہی ہوں

ملکہ حبہ خاتون کی ساری زندگی آرزو سے عبارت تھی۔ اس نے آرزو میں فراق کے دن کاٹے اور اس آرزو کی حسرت میں اس دنیا سے چلی گئی۔ کشمیری شاعری میں ملکہ حبہ خاتون کا مقام عظیم ہے اور عظیم رہے گا۔

هرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مضامین کی سرگزشت

یہ دلچسپ کہانی یوں ہے کہ گذشتہ ستمبر میں ڈاکٹر محمد یوسف خشک نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں کشمیر کی شاعرہ ملکہ حبہ خاتون اور شیخ نورالدین ولی کی شخصیت اور شاعری پر مضامین تحریر کروں، ان کی خدمت میں ارسال کروں تا کہ یہ مضامین مجلّہ "الماس" کی زینت بن سکے۔

میں نے یہ مضامین کمپوزنگ کے لیئے مظفر آباد کے ایک پریس کو دے دیئے۔ یہ کمپوز ہو ہی رہے تھے کہ ۱۸ اکتوبر کو قیامت خیز زلزلہ آ گیا چناچہ وہ پریس متاثر ہوا اور یہ مضامینعمارت کے نیچے دب گئے۔ اس کا مجھے بیحد افسوس ہوا لیکن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ جنوری میں تحریر ملبے سے برآمد ہوگئی جو بہت زیادہ خراب نہیں ہوئی تھی۔

اتنے میں، میں سکونت تبدیل کر کے راولپنڈی آ گیا کیونکہ میرا مکان بھی قابل رہائش نہیں رہا تھا۔ فروری کے شروع میں میں نے ڈاکٹر صاحب کو لکھا کہ اگر "الماس" ابھی تک نہیں چھپا تو میں مضامین کا مسودہ دوبارہ تیار کر کے آپکو بھیج دوں۔ آپ نے تحریر کیا "الماس" پروف ریڈنگ کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔ مضامین فوراً بھجوا دیجیے۔

چنانچہ میں نے یہ لفافے میں بند کیئے۔ بیگ میں ڈالے، اور T.C.S مرکز پہنچ گیا میری حیرت کی انتہا نہ رہی کا جب بیگ کھولا تو اس میں وہ لفافہ نہ تھا۔ گھر آ کر تلاش کیا مگر نہ ملا اور ابھی تک تلاش جاری ہے۔ لفافہ کہاں گیا یہ ایک راز ہے۔ اب ۲۵ فروری کو دوبارہ مسودہ تیار کر کے بھجوا رہا ہوں۔ ان مضامین کی یہ آپ بیتی عجیب ہے۔ (ڈاکٹر صاحب یہ نوٹ ضرور شامل کریں۔ شکریہ)

صابر آفاقی

۲۷ فروری ۲۰۰۶